۱۱-۱۲-۲۱

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نور السموٰت والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دوبار

۱۵ دسمبر ۱۹۳۰ء و یکم جنوری ۱۹۳۱ء

۲۴ رجب ۱۳۴۹ھ

چندہ سالانہ ۲ روپے

نمبر ۱ و ۲ جلد ۵

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

فہرست مضامین

نسوانی تمدن کے ارتقاء پر فلسفیانہ نظر — ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس یوگنڈا — ۳/۱۸

متفرقات — ۱۹

تحریک جلسہ

سوانح مریم صاحبہ مرحومہ — ۲۲

[illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ

(حرم اوّل)

میاں ناصر احمدؐ۔ میاں مبارک احمدؐ۔ میاں منوّر احمدؐ۔ حفیظ احمدؐ۔ انور احمدؐ۔ اظہر احمدؐ۔ ناصرہ بیگم۔ امۃ العزیز۔

(حرم ثانی (مرحومہ))

امۃ القیّوم۔ امۃ الرشید۔ خلیل احمد

(حرم ثانی)

امۃ الحکیم۔ امۃ الباسط۔ طاہر احمد

(حرم ثالث)

رفیع احمد۔ امۃ النصیر

(حرم چہارم)

وسیم احمد

KHILAFAT LIBRARY

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے قادیان

مظفر احمدؐ۔ حمید احمدؐ۔ منیر احمدؐ۔ مبشر احمدؐ۔ مجید احمدؐ۔ امۃ السّلام۔ امۃ الحمید۔ امۃ المجید۔

(مرزا رشید احمد صاحب)

(امۃ السّلام)

نسیم احمد۔ قدسیہ۔ صبیحہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب

منصور احمدؐ۔ ظفر احمدؐ۔ داؤد احمدؐ۔ امۃ الودود۔ امۃ الباری۔

(جناب نواب محمد علیخان صاحب)

(سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ)

محمد احمد۔ منصورہ بیگم۔ مسعود احمد۔ محمودہ بیگم۔ مسعودہ آصفہ

(میاں عبداللہ خان صاحب)

(محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ)

طیبہ آمنہ۔ عباس احمدؐ۔ طاہرہ صدیقہ۔ زکیہ پروین۔ قدسیہ آصفہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء

نسوانی تمدّن کے ارتقاء پر فلسفیانہ نظر

(ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان صاحب ۔ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس یوگنڈا)

تمہید نسوانی تمدن کے ارتقاء پر مدت سے عاجز کا ارادہ مضمون لکھنے کا تھا۔ چنانچہ اس کے نوٹ قریباً چار سال سے میری نوٹ بک میں محفوظ تھے مگر مصلحت الٰہی ہے کہ یہ مضمون التوا میں پڑا رہا۔ پچھلے دنوں جب مصباحی بہنوں میں چوٹی کاٹنے اور مانگ نکالنے کے متعلق بحث ہوئی تو عاجز کا خیال تھا۔ کہ کوئی معقول پسند اور ذی علم بہن اس مسئلہ پر مبسوط علمی بحث کر کے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیگی۔ مگر افسوس کہ کسی بہن نے اس طرف توجہ نہ کی۔ اور مجبوراً ایک مرد کو اس مسئلہ پر لکھنا پڑا ۔

نسوانی تمدّن کے متعلق دو گروہ عورتوں کے تمدّن کے متعلق آج دو گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ پرانے خیال کے معمر عورتوں اور مردوں کا ہے۔ جن کا خیال ہے۔ کہ مستورات کو نئے فیشنوں میں قطعاً حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اور انیسویں صدی والی سادہ دیہاتی زندگی کو قائم رکھنا چاہیئے۔ دوسرا گروہ نئی روشنی کے نوجوان مردوں اور عورتوں کا ہے جن کا خیال ہے۔ کہ ہماری مستورات کو زمانہ کے ارتقاء کے مطابق نئے نئے فیشن اختیار کرنے چاہیئیں کیونکہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم ترقی۔ ایجاد اور صنعت کے زمانہ میں ہوتے ہوئے آرام و آسائش کے سامانوں سے فائدہ نہ اٹھائیں ۔

میرے نزدیک یہ دونو گروہ افراط و تفریط کی طرف چلے گئے ہیں۔ اور حق ان دونو قسم کے خیالات کے درمیان وسطی راہ میں مخفی ہے۔ قرآن اور حدیث سے ہم کو نسوانی تمدّن کے متعلق موٹے موٹے اصول مل سکتے ہیں۔ مگر تفصیلات کا فیصلہ ان اصولوں کی روشنی میں عقل اور تجربہ سے کرنا ہوگا ۔

کائنات عالم میں ارتقاء بہنوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ دنیا میں ہم کو ارتقاء ہی ارتقاء نظر آرہی ہے۔ ہر جنس میں ارتقاء ہوئی۔ اور اب بھی ہو رہی ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگی۔ خود حضرت انسان بھی ایک "ذرہ حیات" کی ارتقائی صورت ہی ہیں۔ نباتات میں ارتقاء ہوتی ہے۔ یہ جو موٹا تازہ اور شیریں گنا آپ کو نظر آتا ہے۔ یہ بھی لمبے اور خشک گھاس کی ارتقائی صورت ہے۔ جمادات میں ارتقاء ہوئی۔ یہ جو بیش قیمت سنہری اور چمکیلے جواہرات آپ پہنتی ہیں۔ یہ ایک نہایت ادنیٰ بھونڈے سے

سیاہ رنگ کے کوئلہ کی ارتقائی صورت ہے۔ غرضیکہ تمام کائنات عالم ارتقاء کا مجموعہ ہے۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ ارتقاء ہی میں حیات ہے ÷

پیدائش انسانی میں ارتقاء

انسان کا خمیر آج سے کروڑوں سال قبل ایک "ذرہ حیات" کی صورت میں زمین کے اندر رکھا گیا جہاں سے وہ مختلف ارتقائی صورتیں اختیار کرتا ہوا نشوونما پاتا گیا۔ وہ ایک وقت میں کسی لطیف دھات کا ذرہ تھا۔ اور بعد میں وہ نباتات بنا۔ اور پھر حیوان اور آخر اشرف المخلوقات انسان بن گیا پس انسان کا خمیر ان "ظلمات ثلٰثہ" میں سے گذرتا ہوا آخر وہ تکمیل کو پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی کمزوری پر رحم کرتے ہوئے اُس کی نشوونما کے زمانہ کو سالوں سے نو ماہ کر دیا۔ اور رحم زمین ایسے کمزور مسکن کی بجائے اس کی نشوونما کی جگہ رحم مادر کو مقرر کر دیا۔ جو زیادہ محفوظ مضبوط اور آرام دہ تھا ÷

KHILAFAT LIBRARY

ذہنی ارتقاء کا دور

آدم اول پر جسمانی ارتقاء ختم ہوا۔ اور اس کے بعد اب ذہنی ارتقاء جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگا جسم انسانی میں تو کوئی تبدیلی قیامت تک نہ ہوگی وہی ایک سر دو آنکھیں ایک ناک اور دو کان، ماتھا پاؤں وغیرہ اپنی پرانی جگہ پر جسم پر نمودار رہوں گے مگر دماغ (ذہن) میں ضرور تبدیلی ہوگی۔ اور جوں جوں زمانہ کا تمدن اعلیٰ ہوتا جائیگا۔ اس ذہنی ارتقاء کا اظہار بھی زیادہ ہوگا۔ اور یہ ارتقاء دینی اور دنیوی دونو رنگ میں ہوگا۔ پس ارتقاء زمانہ کا انکار نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ ارتقاء میں بقاء ہے ÷

ذہنی ارتقاء کے نتائج

اس ذہنی ارتقاء کے مندرجہ ذیل نتائج پیدا ہوتے ہیں:-

(۱) حواس سبعہ کی حدت اور تیزی یعنی ہمارے حواس زیادہ تیز ہو گئے ہیں۔ اعضاء کی حساسیت بڑھ گئی ہے۔ اور ان میں نزاکت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ آنکھ کو اشیاء سے لطف اندوز کرنے کے لئے ہزارہا رنگوں کی ضرورت ہے کان کو اصوات سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے سینکڑوں سُروں کی ضرورت ہے۔ قوت ذائقہ بھی نئے نئے قسم کے محرک (کھانے مصالحجات وغیرہ) چاہتی ہے شامہ بھی اعلیٰ سے اعلیٰ اور نئی نئی قسم کی خوشبوؤں کو چاہتی ہے۔ لامسہ بھی نازک ہے اور آرام کے لئے نرم نرم توشک اور گدیلوں کی محتاج ہے۔ درد کی حس بہت بڑھ گئی ہے غرضیکہ ہر ایک حس نئے نئے اور اعلیٰ محرک چاہتی ہے ÷

(۲) طبائع میں تنوع جدت اور عجوبہ پسندی کا مادہ ترقی کر گیا ہے۔ یعنی ہر بات میں انواع واقسام کے اور نئے نئے سامانوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ÷

(۳) باوجود طبائع کی نزاکت حساسیت اور تنوع پسندی کے برداشت کا مادہ بھی بہت بڑھا ہوا ہے ÷

روحانی ترقی کا نتیجہ حواس ظاہری کی حدت

روحانی ترقی کا لازمی نتیجہ حواس باطنی کی حدت ہے۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ اگر حواس باطنی تیز ہوں تو حواس ظاہری خود بخود تیز ہو جاتے ہیں۔ انبیاءؑ اور خلفاء علیہم السلام کے حواس ظاہری (بوجہ روحانی ترقی اور

حواس باطنی کی حدت کی بہت تیز ہوتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی برداشت اور ضبط کا مادہ بھی حقیقی کمال تک پہنچا ہوا ہوتا ہے ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسن اخلاق اور ضبط میں کمال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک غریب مخلص حاضر ہوا۔ اور جوش محبت سے حضورؑ کے بشرہ مبارک کے قریب ہو کر بات کرنے لگا۔ اسکو ناک کا ایک مرض تھا۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ ناک سے سخت بدبو آتی ہے۔ انگریزی میں اس مرض کا نام اوزینا ہے صاحب تجربہ جانتے ہیں۔ کہ ایسا مریض اگر ۵۰ قدم پرے بھی ہو تو بدبو کی وجہ سے انسان کھڑا نہیں ہو سکتا۔ مگر اس جری اللہ کا حسن اخلاق ملاحظہ ہو۔ کہ باوجود حواس کی سخت تیزی کے طبیعت پر اسقدر قابو اور ضبط تھا۔ کہ اس مخلص کو ہرگز پرے نہیں ہٹایا۔ اور جبتک اس نے بات ختم نہ کی خوشی اور تبسم کے ساتھ ہنستے رہے۔ سبحان اللہ ؎

روحانی ترقی اور قوت برداشت

حواس باطنی کی حدت کا لازمی نتیجہ حواس ظاہری کی تیزی ہے۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ جس کے حواس ظاہری تیز ہوں۔ اس کے حواس باطنی بھی تیز ہوں۔ مثلاً مغربی اقوام کے (بوجہ تمدنی ترقی کے) اور حبشی اقوام کے (بوجہ ...... درندوں وغیرہ سے بچاؤ کے) حواس ظاہری تو ...... تیز ہیں۔ مگر ان کے حواس باطنی تیز نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان دونوں اقوام میں برداشت اور ضبط کا مادہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ تیز حواس اور تیز جذبات رکھتے ہوئے طبیعت پر قابو ہونا کچھ روحانی ترقی ہی کے ساتھ مخصوص ہے ؎

انسان متمدن حیوان

انسان اور حیوان میں ایک فرق یہ ہے۔ کہ اول الذکر کی زندگی متمدنانہ ہے۔ انسان کو اپنے تقویٰ اور صحت کی حفاظت بقائے نوع حظ نفس آرام و آسائش محبت اور الفت وغیرہ کیلئے شادی کر کے گھریلو زندگی اختیار کرنی پڑتی ہے تاکہ اولاد کی تربیت کا بھی احسن طور پر انتظام ہو سکے۔ مگر حیوانوں میں بقائے نوع کیلئے تمدنی زندگی اختیار کرنیکی ضرورت نہیں۔ حیوانوں میں مخصوص تعلقات کیلئے کسی خارجی یا مصنوعی تحریک کی ضرورت نہیں۔ ان میں صرف فطرت حیوانی (INSTINCT) اور خالص اندرونی جذبات کے زور سے یہ فعل ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مگر انسان

انسانی دماغ کو خارجی محرک کی ضرورت

کو بوجہ متمدن زندگی اور ذہنی ارتقاء کے فطرتی جذبات کو ابھارنے کے لئے خارجی اور مصنوعی محرک کی بھی ضرورت ہے۔ انسانی دماغ کا یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ نئی اور عجوبہ باتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ہر بات میں تنوع اور جذبات چاہتا ہے۔ پھر دماغ کا ایک اور خاصہ یہ ہے۔ کہ ایک ہی محرک بار بار اگر دماغ پر اثر ڈالتا رہے۔ تو وہ جلد بے اثر ہو جاتا ہے۔ گویا انسانی ذہن ہر دفعہ تازہ اور نیا محرک چاہتا ہے ؎

انسانی دماغ تنوع اور جدت چاہتا ہے

ذہنی ارتقاء کی وجہ سے انسان کو خارجی محرک اور نئے اور عجوبہ محرکات کی ضرورت ہے۔ پس ضروری ہے کہ متمدن ممالک میں عورتوں کی زینت کے سامان

KHILAFAT LIBRARY

مہیا کیے جائیں۔ لباس۔ زیور۔ بال وغیرہ یہ سب عورتوں کی زینت کے سامان ہیں۔ اور یہ زینت کے سامان مرد کیلئے بطور خارجی محرک کے ہیں۔ پھر ان زینت کے سامانوں میں بھی بار بار تبدیلی کی ضرورت ہے۔ مثلاً لباس کے رنگ یا

عورت کی زینت اور اس میں تنوع کی حکمت

وضع میں تبدیلی۔ بالوں کے سنوارنے کے طریق میں تنوع اور جدّت وغیرہ۔ کیونکہ ایک ہی قسم کا محرک اگر دماغ پر بار بار تحریک کرتا ہے تو وہ ناکافی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں اوڑھنی (دوپٹے) کے رنگ کو جلد جلد بدلا جاتا ہے۔ بعض عورتیں ہر روز نئے رنگ کا دوپٹہ اوڑھنا پسند کرتی ہیں۔ اور یہ اسی فطرتی جذبے کا نتیجہ ہے کہ انسانی دماغ تنوع اور جدّت چاہتا ہے پس لباس کے رنگ یا وضع میں تبدیلی نہ صرف جذبات کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ یہ خانگی زندگی کو زیادہ پُر لطف اور مزیدار بنانے میں بھی بہت حد تک ممد ہوتی ہے۔ بشرطیکہ خاوند بھی زندہ دل ہو۔ پھر لباس میں تبدیلی کا طریق بھی ہر ملک کے لوگوں کے مذاق کے مطابق الگ الگ ہے۔ مشرق میں شوخ رنگوں کو پسند کیا جاتا ہے۔ اس لئے عورتیں دوپٹے کی رنگت میں تبدیلی کرتی رہتی ہیں۔ مغرب میں چونکہ شوخ رنگ پسندیدہ نہیں۔ اسلئے وہاں رنگ میں تنوع پیدا کرنیکی بجائے عورتیں لباس کی وضع کاٹ اور فیشن میں تبدیلی کرتی ہیں۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ جتنا انسانی دماغ زیادہ اعلیٰ ہوگا۔ اتنا ہی وہ تنوع جدّت اور عجوبہ زیادہ چاہیگا۔ اتنی سُرعت کے ساتھ اسکے رفیق زندگی کو بھی اپنے ملبوسات وغیرہ میں تبدیلی کرنی پڑیگی (واضح ہو۔ چونکہ اس جگہ عورتیں مخاطب ہیں اسلئے تصویر کا صرف ایک رُخ دکھایا جا رہا ہے)

حُسن ظاہری کا اثر

گو اصل مقصود حُسن باطنی (اخلاق۔ سیرت) ہے۔ مگر حُسن ظاہری کا بھی دماغ پر ایک خاص اثر ہے۔ اس لئے جسم میں طاقت اور قوّت پیدا ہوتی ہے۔ ذہن پر اس کا ٹانک اثر ہے اس تفکّرات اور ذہنی کشمکش کے زمانہ میں صفائی اور حُسن کی زیادہ ضرورت ہے تا ذہن کو دن بھر کی کوفت اور کشمکش حیات کی صعوبتوں سے چند لمحوں کے لئے نجات ملے۔ ذرا غور تو کرو۔ کہ ایک نوجوان دن بھر کے کام سے تھک کر چور ہو کر دفتر سے واپس آتا ہے۔ اور آ کر کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک غلیظ سی چٹائی پر بیٹھی ہے تو بتاؤ۔ اس غریب کی کوفت اپنی بیوی کو دیکھ کر جاتی رہیگی؟ یا اور بھی زیادہ ہوگی۔ اس میں کیا شک ہے کہ اصل جوہر حُسن باطنی ہے۔ نیز حقیقی حُسن کی مالک تو وہ پاک ہستی ہی ہے۔ جو حسینوں کی بھی خالق ہے۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حُسن ظاہری و مجازی حُسن حقیقی کی طرف توجہ دلاتا ہے یہی وجہ ہے کہ

انبیاءؑ میں حُسن ظاہری کا احساس

انبیاء علیہم السّلام جو حُسن حقیقی کے مظہر ہوتے ہیں۔ اُن کو بھی حُسن ظاہری کا احساس ہوتا ہے، ایک صحابیؓ نے جو ابھی نوجوان تھے۔ ایک عمر رسیدہ عورت سے شادی کرلی۔ حضرت سرور کائنات شاہ دو عالم صلعم

KHILAFAT LIBRARY

کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نوجوان سے فرمایا تم کسی نوجوان حسین عورت سے شادی کرتے - جو تم سے کھیلتی - اور تم اس سے کھیلتے - پھر اس زمانہ کے نبی ہمارے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک روایت ہے - کہ ایک دن مجلس میں گول اور لمبے چہرے کے متعلق ذکر تھا کہ کونسا زیادہ خوبصورت ہوتا ہے - تو حضورؑ نے فرمایا - گول چہرہ زیادہ خوبصورت ہوتا ہے - اور دلیل یہ دی - کہ اگر بیماری وغیرہ کی وجہ سے چہرہ کمزور ہو جائے - تو لمبا چہرہ بدصورت ہو جاتا ہے - مگر گول چہرہ پھر بھی خوبصورت دکھائی دیتا ہے ؛

اعلیٰ لباس - بال وغیرہ یہ سب زینت ہیں - اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہیں - حدیث شریف میں آتا ہے - کہ انسان کو چاہیئے - کہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار اسکے جسم پر بھی ہو ؛

KHILAFAT LIBRARY

غذا میں تنوع

ذہنی ارتقاء کی وجہ سے جہاں لباس میں تبدیلی ہوئی ہے - وہاں غذا میں بھی بہت ترقی ہوئی ہے - اعلیٰ دماغ والے انسان کو نہ صرف اعلیٰ لباس کی ضرورت ہے - بلکہ اس کو غذا میں بھی زیادہ صفائی تنوع اور جدت پیدا کرنی پڑتی ہے - اس کی غذا مقدار میں کم ہوگی - مگر قوت میں زیادہ - اس میں انواع و اقسام کے کھانے ہونگے - جن کے رنگوں میں تنوع ہوگا ؛

قانون الٰہی - ہر حقیقی ضرورت کا سامان

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ ہر حقیقی ضرورت کا سامان کرتا ہے - دنیا میں بیماری ہے تو ہر مرض کا علاج بھی اس نے رکھا ہے - دنیا میں ضلالت اور گمراہی ہو تو وہ روحانی حکیم بھی مبعوث کر دیتا ہے - آج طبائع زیادہ نازک آرام طلب اور تنوع اور جدت پسند ہیں - تو دنیا میں ایجاد اور صنعت بھی ترقی پر ہے - ذہنی ارتقاء کی وجہ سے درد کا احساس زیادہ تھا - تو اس رحیم ہستی نے کلوروفارم کی ایجاد کا القا کر دیا ؛

اسی طرح سفر وغیرہ کے لئے ریل - موٹر - سٹیمر اور ہوائی جہاز بنائے - پس ہم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے ان نعمائے الٰہی سے جائز فائدہ اُٹھانا چاہیئے - عورتوں کے لباس پارچات اور دیگر زینت کے متعلقہ سامانوں میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے جن سے جائز فائدہ اٹھانا عورتوں کا بھی حق ہے - پس ضروری ہے - کہ زمانہ کے ارتقاء کے مطابق بالوں اور لباس کے فیشن اور جسم کو مزیّن کرنے کے دیگر سامانوں میں بھی ترقی اور تبدیلی ہو - مگر سوال

عورتوں کے فیشنوں پر اصولی حد بندی

یہ ہے - کہ کس حد تک ہم زمانہ کے مطابق چل سکتے ہیں - کیا ہم مغرب کی اندھی تقلید کرتے جائیں - کیا ہمارے مذہب نے بھی کوئی اصول قائم کئے ہیں - جو ہماری راہنمائی کر سکیں ؟

تو اس کا جواب یہ ہے - کہ ہم اندھا دھند مغرب کی تقلید ہر بات میں نہیں کرینگے - ہمارے مذہب نے اصولی طور پر لباس وغیرہ کے متعلق حد بندی کر دی ہے - پس اس حد کے اندر اندر عقل اور تجربہ کی روشنی میں ہم لباس وغیرہ میں تبدیلی کر سکتے ہیں - مثلاً ہم کو اپنا قومی کیریکٹر سختی کے ساتھ قائم رکھنے کا حکم ہے - کیونکہ قومی کیریکٹر کے بقا میں ہی قوموں کی حیات کا راز مضمر ہے - دوسرے ہم کو نصاریٰ کے مخصوص قومی کیریکٹر کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں - اور نہ ہی عورتوں کو مردوں سے مشابہت

KHILAFAT LIBRARY

پیدا کرنے کی اجازت ہے ٭

فیشن کے مخالف بھی دیگر سامانوں اور ایجادوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں

زمانہ کی ایجادوں اور آرام و آسائش کے سامانوں سے فائدہ اُٹھانے کو ہر شخص کا جی چاہتا ہے. جو واعظ عورتوں کو دیسی جُوتا پہننے اور دیہاتی عورتوں کی طرح سر گوندنے کی تلقین کرتے ہیں. وہ یقیناً اس ارتقاء کے زمانہ میں عورتوں کو ایک صدی پیچھے لیجانا چاہتے ہیں، حالانکہ وہ خود اس زمانہ کے دیگر سامانوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں. وہ موٹر کار. ریل اور جہاز پر سواری کرتے ہیں. اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنتے ہیں. غذا بھی ان کی اعلیٰ ہے. چائے. ڈبل روٹی بسکٹ ان کو روزانہ چاہیئے. اگر وہ عورتوں کو سادگی کی نصیحت کرتے ہیں. تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود بیل گاڑی میں یا پیدل سفر نہیں کرتے پُرانے زمانے کا تہ بند اور کھلی آستینوں والا کرتہ کیوں نہیں پہنا کرتے. مکّی. جوار اور باجرے کی روٹی اور ساگ پات پر کیوں گذارہ نہیں کرتے ٭

لباس کی اغراض

لباس میں اوّل شرط یہ ہے. کہ باپردہ ہو. جسم کو گرمی سردی سے بچائے. اور زینت کا بھی موجب ہو. یعنی اوّل اور ضروری غرض پردہ ہے. جو لباس عورت کے ستر کے ضروری مقامات کو بخوبی نہیں ڈھانکتا وہ خواہ رنگ. کاٹ وضع اور نزاکت میں کتنا ہی اعلیٰ ہو. ہرگز. لباس کہلانے کا مستحق نہیں. ستر کے بعد دوسرا درجہ جسمانی حفاظت کا ہے. اور تیسرے درجے پر رنگ. کاٹ اور فیشن وغیرہ ہے. پس لباس بنواتے وقت ان تینوں اغراض کا لحاظ رکھنا چاہیئے.

قرآن کریم میں آتا ہے. قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ (اعراف ع ۳)

خوشبو کا اثر

خوشبو لگانا بھی مفید ہے. بعض لوگ خیال کرتے ہیں. کہ محض فیشن ہے. مگر حقیقت یہ ہے کہ خوشبو کا بھی انسان کے جسم اور دماغ پر ایک خاص اثر ہے. خوشبو سے پاکیزہ اور اعلیٰ خیالات پیدا ہوتے ہیں. قلب میں نشاط کی حالت پیدا ہوتی ہے. ذہن کو قوت ملتی ہے. قوّت متخیّلہ تیز ہو جاتی ہے. اور امراض کے جراثیم ہلاک ہوتے ہیں. انسان کے جسم. ناخن. دانت. بالوں وغیرہ سے جو فُضلات نکلتے ہیں. وہ جسم میں کسل اور سُستی پیدا کر دیتے ہیں. خوشبو سے ان فُضلات کا زہریلا اثر زائل ہوتا رہتا ہے. خوشبو مخصوص جذبات کو اُبھارنے میں بھی بہت ممد ہوتی ہے. پس عورتوں کے لئے خوشبو کا استعمال ضروری ہے. تیل اور عطر کے علاوہ جو بالوں اور لباس کو لگائے جاتے ہیں. کبھی کبھی تازہ پھولوں کی خوشبو سے بھی فائدہ اُٹھانا چاہیئے ٭

سر پر لمبے بالوں کی حکمت

سر کے بال بھی عورت کی زینت ہیں. لمبے بالوں کے ساتھ نہ صرف ہماری قومی روایات وابستہ ہیں. بلکہ یہ طبّی لحاظ سے بھی زیادہ مفید ہیں عورت طبعاً سرد مزاج واقع ہوئی ہے[۵]. اس کے نسوانی جذبات کئی غلافوں کے اندر مخفی ہوتے ہیں. عورت کے

[۵] حاشیہ - عورت کے مزاج میں سردی اس کی بڑھی ہوئی قوّت متاثرہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہے. عورت اثر قبول کرتی ہے. اس لئے اس میں شرم و حیا مرد کی نسبت زیادہ ہے. منہ

الیکنڈر لائی کرگس سے جُدا ہُوا - تو وہ اس کا بہت بڑا مدّاح تھا - اور لوگوں میں لائی کرگس کی تعریف کیا کرتا تھا -

لائی کرگس اس قسم کی مشکلات کے بعد کامیاب ہو گیا اور مجموعی طور پر اس کے قوانین کا یہ اثر ہُوا - کہ اسپارٹا والے اپنی ہستیوں کو سب سے اہم اور سب سے مقدم تصوّر کرنے لگے - انہوں نے سمجھ لیا کہ انکا وجود صرف ملک اور قوم کی خدمت کے لئے عالمِ وجود میں آیا ہے - حسد کینہ حرص وغیرہ جیسی مذموم خصائل ان سے بالکل معدوم ہو گئیں - جب اس نے دیکھا کہ اسپارٹا میں میرے قوانین بخوبی رواج پا گئے ہیں اور لوگ ان کی خود بخود دل سے قدر کرنے لگے ہیں تو ایک دن اسپارٹا والوں کو جمع کیا - اور ایک مؤثر خطبہ میں ظاہر کیا کہ ابھی تک میرے قوانین مکمّل نہیں ہوئے ہیں - لہٰذا میں ڈلفی پہاڑ پر دیوتا کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور دیوتا کی رائے اس بارہ میں معلوم کرتا ہوں - میرے واپس آنے تک تم بڑی احتیاط اور پابندی کے ساتھ ان قوانین پر عمل کرتے رہنا - یہ نصیحت کرنے کے بعد وہ ڈلفی پہاڑ پر چلا گیا - اس نے چند روز کے بعد کہلا بھیجا کہ دیوتا کی رائے میں قوانین مکمّل ہیں دیوتا ان کو بیحد پسند کرتا ہے - اور کہتا ہے کہ جب تک اسپارٹا والے ان پر عمل کرتے رہیں گے - ہرگز ذلیل و خوار نہ ہونگے - دیوتا کا یہ حکم بھی ہے - کہ جب تک میں تم میں واپس نہ آجاؤں تم مجھے اور ان قوانین کو یاد کرتے رہو - اس کے بعد لائی کرگس نے یہ خیال کر کے کہ میری واپسی کے انتظار میں اسپارٹا والے ان قوانین پر عمل پیرا رہیں گے - ڈلفی پہاڑ پر اقامت اختیار کر لی اور وہیں مر گیا - اپنی قوم میں واپس نہ آیا - اسپارٹا والے اسکو سات سو برس تک یاد کرتے رہے اور اس کے قوانین کو اپنی حیات سمجھتے رہے ◦ (ریاست)

بہادر لڑکی

LIBRARY

نواتھیسٹن شائر کے وزلے خاندان کی کلغی پر ایگنس ایک عورت کی تصویر بنی ہوئی ہے - جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں - سینہ کھُلا ہُوا - اور سر پر خود پہنے ہوئے ہے - اور کاندھے پر دوپٹہ لٹک رہا ہے ◦

واقعہ یہ ہے - کہ ۱۸۳۵ء میں ایگنیس کے باپ ہوٹاٹ نے دوسری شادی کر لی تھی - انہی دنوں میں ایک رئیس انگر ڈبل سے زمین کے بارہ میں ہوٹاٹ کا جھگڑا ہُوا - جو کسی طرح طے ہونے میں نہ آتا تھا - آخر فیصلہ اس پر ہُوا کہ ہوٹاٹ اور انگر ڈبل میں سے جو دوسرے کو کُشتی لڑ کر پچھاڑ لے - بس وہی اس زمین کا مالک ہو جائے - دونو نے یہ شرط منظور کر لی - اور اس کے لئے وقت اور تاریخ مقرر ہو گئی ◦

اتفاق کی بات جس دن کُشتی کا وعدہ تھا - اسی دن ہوٹاٹ سخت بیمار ہو گیا - ایسی حالت میں بھلا وہ اس سے کیسے لڑ سکتا تھا - اس کی لڑکی ایگنس کو یہ گوارا نہ ہُوا - کہ اس کا باپ اس زمین سے محروم رہ جائے اور اس طرح ذلیل ہو - چنانچہ مردانہ لباس پہن کر باپ کی بجائے وہ اکھاڑے میں جا پہنچی - اور چونکہ وہ

باپ سے صورت میں بہت ملتی جلتی تھی۔ اس لئے انگز ڈبل اسے پہچان بھی نہ سکا ؛

کشتی شروع ہوگئی۔ دونو طرف سے زور ہونے لگے۔ آخر بہت دیر کی کوشش کے بعد ایگنیس نے انگز ڈبل کو چاروں شانے چت زمین پر دے پٹکا۔ انگز ڈبل کے چت ہوتے ہی ایگنیس نے اپنے سر کے بال کھول دیئے۔ سینہ بھی ننگا کردیا۔ اور دوپٹہ کاندھے پر ڈال کر لوگوں کو یہ بتادیا۔ کہ عورت نے اس جوان مرد کو اتنی آسانی سے پچھاڑا ہے ؛

انگز ڈبل شرمندہ ہوکر اکھاڑے سے باہر چلا گیا۔ اور پھر کسی نے اس کی صورت نہ دیکھی ؛

اور اس خاندان کی وارث وہی لڑکی قرار پائی۔ اس نے ایک نوجوان ڈڈلے سے شادی کرلی۔ اور اس وقت سے آج تک یہ نشان ڈڈلے خاندان میں یادگار کے طور پر چلا آرہا ہے ؛ (گلدستہ)

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان کی مردم شماری

شملہ۔ ۸ مئی۔ تازہ ترین مردم شماری کے جو اعداد شائع ہوئے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) ہندو	۲۲ کروڑ	
(۲) مسلمان	۷ "	
(۳) بدھ	۱ "	۷۵ لاکھ
(۴) سکھ	.	۳۲ لاکھ
(۵) جین	.	۱۱ "
(۶) پارسی	.	۱ "
(۷) عیسائی	.	۴۷ "
(۸) یہودی	.	۲۱ "

باپ کی عزت کے لئے جاں نثاری

اودے پور کے مہاراجہ رانا بھیم سنگھ کی ایک لڑکی تھی جس کا نام کشنا کماری تھا۔ کشنا کماری نہایت ہی حسین اور بہت ہی نیک تھی۔ اُس کا حسن اس درجہ کا تھا۔ کہ لوگ اُسے "گلشن راجپوتانہ کا پھول" کہکر یاد کرتے تھے۔ جب کشنا کماری سن بلوغ کو پہنچی تو اُس کی شادی جودھپور کے راجہ سے جو اس کے باپ رانا بھیم سنگھ کا ہمنام تھا۔ ہوئی۔ شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد راجہ بھیم سنگھ (مالک تخت جودھپور) کا انتقال ہوگیا۔ اور ماڈن سنگھ گدی نشین ہوا۔ کشنا کماری نے اپنے ایام زندگی بیوگی کو گذارنے کی خاطر اپنے باپ کے یہاں اودے پور میں جاکر سکونت اختیار کی ؛

ماڈن سنگھ گدی پر بیٹھنے کے ساتھ ہی اس امر کا بھی خواہشمند ہوا۔ کہ کشنا کماری کی شادی اُس سے کردی جائے۔ لیکن نہ تو رانا بھیم سنگھ نے اسے قبول کیا اور نہ کشنا کماری نے۔ سیوا سنگھ نے جو متوفی راجہ بھیم سنگھ کا وزیر تھا جگت سنگھ راجہ جے پور کو اس امر کی ترغیب دی۔ کہ وہ بھی کشنا کماری کا طالب ہو۔ اصل منشا سیوا سنگھ کا یہ تھا۔ کہ ماڈن سنگھ اور جگت سنگھ میں جنگ چھڑ جائے۔ سیوا سنگھ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ جگت سنگھ نے اپنا مطلب حاصل کرنے

کی غرض سے امیر خاں سے جو پنڈاری گروہ کا سردار تھا مدد طلب کی۔ پہلے تو امیر خاں نے جگت سنگھ کا ساتھ دیا۔ لیکن زاں بعد صلہ کی توقع پر ماڈن سنگھ کا معاون بن گیا۔ محض کشنا کماری کو حاصل کرنے کی غرض سے تمام راجپوتانہ میں رخنہ پڑ گیا۔ امیر خاں کبھی رانا بھیم سنگھ کے ممالک میں لوٹ مار مچاتا۔ اور کبھی جگت سنگھ کے مملوکہ حصہ راجپوتانہ پر حملہ آور ہوتا۔ جگت سنگھ بھی اسی طرح ماڈن سنگھ کی سلطنت جودھپور پر چڑھائی کرتا۔ کچھ عرصہ تک راجپوتانہ کی یہی کیفیت رہی آخر کار امیر خاں نے ماڈن سنگھ کا وکیل بنکر رانا بھیم سنگھ کے سامنے یہ شرط پیش کی۔ کہ اگر ملک کو غارتگری سے محفوظ رکھنا منظور ہو تو رانا کو چاہیئے۔ کہ کشنا کماری کی شادی ماڈن سنگھ سے کردے یا کماری کو قتل کر ڈالے تا کہ قصہ ہی مٹ جائے۔ رانا بھیم سنگھ کی حالت عجب کشمکش میں تھی۔ ایک پدری محبت تھی۔ تو دوسری طرف خاندانی عزت کا پاس تھا۔ شرائط کی نامنظوری پر وطن کی بربادی کا نقشہ بھی پیش نظر تھا۔ مجبور باپ آخر کو بے بس ہو کر کشنا کماری کو ہمیشہ کی نیند سلادینے کے لئے راضی ہو گیا۔ لیکن یہ کام کچھ سہل نہ تھا۔ کماری کو قتل کرنے کا اہم کام رانا بھیم سنگھ نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا۔ بیٹا خاندان کی عزت کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک خنجر آبدار لیکر آگے بڑھا لیکن جونہی بہن کی پیاری صورت پر نظر پڑی خنجر ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور راج کمار چیخ مار کر روتا ہوا واپس چلا گیا۔ اب رانا بھیم سنگھ نے کشنا کماری کو ابدی نیند سلانے کے لئے زہر کا پیالہ پلانا تجویز کیا۔

زہر کا پیالہ تیار کرکے کشنا کماری کے سامنے لایا گیا کماری نے جب یہ سنا کہ یہ زہر کا پیالہ اس کے باپ کی طرف سے لایا گیا تھا۔ تو نہایت ہی تعظیم سے اس پیالہ کو لیکر بلا اظہار انتشار و پریشانی خوشی خوشی پینا شروع کیا۔ ماں اس ارادہ کی خبر سنکر کئی روزوں سے خود کو ایک کمرہ میں بند کیئے ہوئے مصروف نالہ و شیون تھی پیالہ زہر کی آنے کی خبر سنکر بے اختیار کمرہ سے باہر نکل آئی اور کشنا کماری کو جام زہر کے پینے سے مانع ہوئی ماں کو اس طرح پریشان ہوتے دیکھ نہایت ہی استقلال سے ماں کو کماری سمجھانے اور صبر دینے لگی۔ کشنا کماری نے ماں کو مخاطب کرکے کہا۔ "میری پیاری ماں! میری زندگی کے محض کم ہو جانے پر اپنے کو بیکار کیوں رنجیدہ کرتی ہو۔ کیا میں تمہاری بیٹی نہیں ہوں۔ تمہاری بیٹی ہو کر پھر مجھے موت سے کیوں ڈرنا چاہیئے۔ میری ماں! ہم لوگوں کی پیدائش کا مقصد ہی قربانی ہے۔" مؤرخوں کا بیان ہے۔ کہ جس وقت کشنا کماری زہر پی رہی تھی۔ ایک قطرہ بھی آنسو اس کی آنکھ سے نہ گرا۔ مشیت ایزدی کو دیکھیئے کہ اس زہر کے پینے نے اسپر کچھ بھی اثر نہ کیا۔ زہر دوبارہ تیار کیا گیا اور کماری کو پلایا گیا۔ مگر وہ بھی عاجز رہا۔ آخر کار تیسری مرتبہ سخت ترین زہر تیار کیا گیا۔ جسے پیکر کشنا کماری ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محو خواب ہو گئی۔ اور باپ کی خواہش پر قربان ہو کر خاندان کی عزت کو بدنامی سے اور وطن کو بربادی سے محفوظ رکھا۔

سید نصیر الدین حیدر رضوی ریاست

جون آف آرک

فرانس کی اس جری اور بہادر خاتون نے پندرھویں صدی میں پیدا ہو کر فرانس کے ڈوبتے ہوئے بیڑے کو بچایا۔ اور اپنے قوتِ بازو سے حکومت کو تقویت دیکر ملک کو اغیار کے نرغوں سے نکال لیا۔ جسکی جوانمردی اور دلیری سے شاہ فرانس کو دوبارہ سلطنت حاصل ہوئی۔

جون آف آرک فرانس کے ایک گاؤں ڈوم ریمی میں سنہ ۱۴۱۲ء میں پیدا ہوئی۔ وہ بچپن کے زمانہ میں اپنی ماں بہنوں کے ساتھ سینے پرونے اور مویشیوں کے چرانے کا کام کرتی تھی۔ جون اوائل عمر ہی سے اپنے وطن کے نازک اور تباہی خیز حالات سن سن کر دل ہی دل میں کڑھتی۔ اور مادرِ وطن کی خدمت کے لئے گھر سے نکل کر میدان جنگ میں جانے کے منصوبے سوچا کرتی۔ اس کے انہی خیالات کی وجہ سے۔ اسکو خواب میں غیبی آواز سنائی دیتی: "فرشتے آئے اور کہتے ہیں۔ کہ اُٹھ اور فرانس کی خدمت کے لئے نکل کھڑی ہو۔ خدا تجھے کامیاب کریگا" وغیرہ وغیرہ ÷

بہرکیف بار بار انہی خوابوں اور اپنے دل کی خواہشات سے مجبور ہو کر وہ ایک فوجی افسر کے پاس گئی۔ اور خدمت وطن کے لئے فوج میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ افسر نے اسکو فوج میں داخل کر لیا۔ اور بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ اس کے خیالات۔ اس کے جوش و خروش اسکی ولولہ انگیز تقریر سنکر حیران رہ گیا۔ اور فوراً اس کو ایک دستہ فوج کا سردار بنا کر میدان جنگ میں روانہ کر دیا ÷

KHILAFAT LIBRARY

جون سے میدان جنگ میں انگریزوں سے سخت معرکہ ہوا۔ قریب تھا۔ کہ ناتجربہ کار کمانڈر (جون) کو شکست ہو۔ کہ پردۂ غیب سے فتح و نصرت اور کامیابی اسکے خلوص اس کے صدق اس کی جرأت کے باعث اس کے قدم چومنے نازل ہوئی۔ میدان اسکے ہاتھ رہا۔ اور انگریز بھاگ گئے۔ اگرچہ میدان میں وہ زخمی بھی ہوئی ÷

اگرچہ اولو العزمی اور عزم بالجزم اس کی طینت میں داخل تھی۔ مگر اس فتح سے اسکو مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ اور اس کے حوصلے بلند ہو گئے۔ چنانچہ اس کی فوج نے اس کی ماتحتی میں مقام پاٹے میں انگریزوں پر حملہ کیا۔ یہ معرکہ بھی جون کے ہاتھ رہا اور انگریزوں کو شکست ہوئی۔ یہ وہ نازک زمانہ تھا۔ کہ تمام فرانس پر اسوقت جنگ و جدال کی گھنگھور گھٹا چھا رہی تھی۔ اور ملک انگریزوں کے تسلط میں آیا ہی چاہتا تھا۔ اہل ملک دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک پارٹی تو انگریزوں سے مل گئی تھی۔ اور دوسری بادشاہ کی طرفدار تھی۔ فرانس کی تباہی یقینی اور انگریزوں کی کامیابی لامحالہ ہونی تھی۔ مگر جون فرانس والوں کی مدد کے لئے میدان جنگ میں اُتر آئی تھی۔ اسے باوجود ناتجربہ کاری اور کم عمری کے پے در پے فتح نصیب ہوئی ÷

اس عرصہ میں اس نے پیشین گوئی کی تھی کہ چارلس مقام ریمز میں بادشاہ بنے گا۔ چنانچہ ریمز میں

سے مزین ہو۔ تو کیا وہ فیشن کی دلدادہ اور نئی روشنی پر مٹ جانے والی عورت ایسی مبلغہ کو قریب بھی آنے دیگی؟ ہرگز نہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ زمانہ کی ضروریات کے مطابق ہم بھی شریعت کی حدود کے اندر رہ کر موجودہ سامانوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ مثلاً ہمارا آریوں سے مقابلہ ہے۔ فرض کرو کسی مقام پر اشدھی (ارتداد) کی آگ ان کی طرف سے لگادی جائے۔ اور وہاں لاکھوں نفوس حق کی تلاش میں ہوں۔ تو آریہ لوگ ہر ممکن طریق سے جلدی وہاں پہنچنے کی کوشش کرینگے۔ مگر بتاؤ۔ کیا ہم اسوقت یہ سوال اُٹھائینگے کہ جلدی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے مبلغ پیدل یا اونٹ پر سوار ہو کر وہاں پہنچیں گے۔ اس طرح زیادہ ثواب ہوگا۔ ریل اور موٹر اس زمانہ کی ایجادیں ہیں۔ انپر سوار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا سوال دانشمندی کے خلاف ہوگا۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ ایسے مواقع پر جہاں جلدی کا سوال ہو اگر مخالف ریل پر سوار ہو کر جائے تو ہم ہوائی جہاز میں وہاں پہنچیں۔ خواہ اخراجات دُگنے ہوں +

قادیانی مستورات کو خاص مراعات ملنے کی وجہ

قادیان میں رہنے والی مستورات کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کو بہت آزادی حاصل ہے، وہ طرح طرح کے نئے زینت کے سامانوں سے آراستہ ہوتی ہیں۔ وہ قادیان کی گلی کوچوں میں اکثر دفعہ پھرتی نظر آتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ان میں سے کوئی بات بھی شریعت کے خلاف نہیں۔ بس ان کی یہ طرز زندگی قابل اعتراض نہیں۔ قادیان میں رہنے والیوں کو بوجہ تقویٰ و طہارت۔ علم و فضل اور حسن و احسان کے منبع کے قریب ہونے کے علم اور اخلاق فاضلہ سے وافر حصہ ملا ہے۔ ان کا ذہنی ارتقاء زیادہ ہے۔ ان کی تمدنی حالت بھی اعلیٰ ہے غرضیکہ وہاں پر پاکیزہ ماحول کی وجہ سے فضا بھی ایسی مطہر ہے۔ کہ جاہل سے جاہل بھی وہاں رہ کر عالمہ بن جاتی ہے۔ یہ ہمارے پیارے خلیفہ اور واجب الاطاعت امام کی شفقت کا نتیجہ ہے۔ کہ قادیان کی مستورات کو ہر طرح کی مراعات دی جاتی ہیں۔ ان کے شرعی حقوق کو قائم کیا جارہا ہے۔ ان کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام ہے۔ بعض عورتوں کو قادیان کی مستورات کی طرز زندگی سے دھوکہ لگ جاتا ہے اور وہ اپنے قصبوں اور شہروں میں جاکر اس قسم کی مراعات کا مطالبہ کرتی ہیں۔ مگر ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ باہر کی عورتوں کے حقوق قادیان والیوں سے کچھ کم ہیں۔ حقوق دونو کے برابر ہیں۔ مگر سلوک میں فرق دونو کے ماحول کے حالات اور گردوپیش کی فضا میں تفاوت کی وجہ سے ہے۔ قادیان کی فضا تمام فحش اور گندے تاثرات سے پاک ہے۔ وہاں پر کثرت احمدیوں کی ہے۔ اور احمدی بھی وہ جو تقویٰ اور طہارت میں اوّل نمبر پر ہیں وہاں ہمارا جتھہ ہے۔ کسی بدمعاش کی طاقت نہیں کہ احمدی عورت کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ بھی جائے۔ وہاں ہماری جماعت کا کافی رعب اور

KHILAFAT LIBRARY

دبدبہ ہے۔ اگر بیرونی جماعتوں کی مستورات چاہتی ہیں کہ ان کو بھی ویسی ہی مراعات حاصل ہوں۔ تو اس کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ اوّل تو تبلیغ پر زور دیکر اپنے شہروں میں جماعت کو بڑھائیں۔ تا جماعت کی کثرت کی وجہ سے رُعب پیدا ہو جائے۔ پھر اپنے ماحول کی فضا کو پاکیزہ بنائیں۔ تا آوارہ مزاجوں کی تعداد کم ہو لیکن اگر وہ ان باتوں کو اپنی طاقت سے بالا خیال کرتی ہیں تو پھر ان کی اس خواہش کے پورا ہونے کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ بھی قادیان کی مستورات میں آکر شامل ہو جائیں یعنی ہجرت کرکے ہاں مستقل رہائش رکھیں۔ دین و دنیا کا بھلا ہو گا۔ اور ہر طرح کی مراعات بھی حاصل ہونگی ”آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام“ والا سودہ ہے ٭

کیا نیا تمدن سنت کے خلاف ہے

کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں صحابیات کا یہ لباس اور فیشن وغیرہ نہ تھا۔ اس لئے اس زمانہ میں کوئی ایسی تبدیلی سنت کے خلاف تصوّر کی جائے گی۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ اعتراض سُنّت کی تعریف نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلعم کی سُنّت میں صرف وہ کام شامل ہیں جن پر حضور نے ہمیشہ عمل کیا۔ اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کو فرمایا مثلاً ڈاڑھی رکھنا مردوں کے لئے ضروری ہے۔ بعض کام جو حضور نے خود کئے مگر اُمّت کو کرنے کی تاکید نہیں کی مثلاً سر پر لمبے بال یعنی پٹے رکھنا۔ اب اگر کوئی رسول اللہ صلعم کے رنگ میں ظاہری طور پر بھی رنگین ہونے کے لئے پٹے رکھ لے تو یہ اس کا اپنا ذوق ہے۔ مگر پٹے نہ رکھنے والا سُنّت کی خلاف ورزی کا مرتکب نہیں کہلا سکتا۔ بعض کام رسول اللہ صلعم نے خود نہیں کئے۔ مگر اُمّت کو منع بھی نہیں کیا مثلاً گوہ یا کچّا پیاز کھانا۔ اب اس کا سُنّت کے ساتھ کوئی تعلّق نہیں۔ کوئی کھائے نہ کھائے دونو طرح جائز ہے۔

سُنّت کی تعریف

لباس اور خوراک کے معاملہ میں رسول اللہ صلعم نے اپنے ملک کے رواج پر عمل کیا۔ پس یہ سُنّت میں شامل نہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے ملک کے رواج اور آب و ہوا کے مطابق لباس اور خوراک میں شریعت کی حدود کے اندر رہ کر تبدیلی کر سکتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں صحابیات کا لباس کُرتہ اور تہ بند تھا۔ اور خوراک کھجور اور جَو کا آٹا تھی۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں بھی یہی لباس اور خوراک ہماری عورتیں اختیار کریں۔[۱]

[۱] حاشیہ۔ حدیث شریف سے فتویٰ لیکر ظاہری الفاظ کی آڑ میں اپنا مطلب نکالنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ بلکہ فتویٰ کو عقل اور تجربہ اور حالات کی روشنی میں لانا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے کہ عورت کے لئے علم سیکھنا فرض ہے۔ اب مثلاً کسی عورت کا تعلیم کے لئے ولایت جانے کو جی چاہتا ہو۔ مگر والدین شرعی مجبوریوں کی وجہ سے پسند نہ کریں۔ تو وہ کہدے رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں۔ علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے تم مجھ کو ولایت جانے سے روکتے ہو۔ اس کے برخلاف ایک عورت اعلیٰ تعلیم پسند نہ کرتی ہو۔ مگر والدین کسی مصلحت کی بنا پر اسکو میڈیکل سکول میں داخل کرانا چاہیں تو وہ کہدے قرآن میں کہاں لکھا ہے بی۔ اے کرو یا ڈاکٹری پڑھو صرف علم حاصل کرنیکا حکم ہے۔ میرے لئے گھر میں معمولی حرف شناسی تک تعلیم کافی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ دونو طریق نادرست ہیں۔ منہ

اس کے علاوہ اس سوال کو حل کرتے وقت دونو زمانوں کی مستورات کی تمدنی اور ذہنی ترقی میں تفاوت کو بھی مدِنظر رکھنا ضروری ہے۔

زینت کے متعلق ضروری شرائط اس اصولی بحث کے بعد اب میں آخر میں بعض ایسی شرائط لکھدیتا ہوں جن کو مدِنظر رکھنا لباس وغیرہ کو بنواتے وقت ضروری ہوگا۔ عورت کیلئے ہر طرح کی زینت جائز ہے بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کرسکے۔

۱۔ قومی کیریکٹر (۱) ہمارے قومی کیریکٹر اور قومی روایات کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً جوڑا کٹوا دینا۔ انگریزی ٹوپی وغیرہ زیب تن کرنا۔

۲۔ نصاریٰ کی نقل (۲) یہود اور نصاریٰ کے امتیازی نشانوں کی نقل نہ ہو۔ مثلاً سکرٹ (SKIRT) پہننا ٹائی لگانا وغیرہ۔

۳۔ مردوں سے مشابہت (۳) مردوں سے مشابہت پیدا نہ کی جائے۔ مثلاً سر کے بال مردوں کی طرح چھوٹے کروانا۔ پتلون۔ برجس یا شارٹ (نکر) پہننا۔

۴۔ شریعت کی پابندی پردہ و ستر وغیرہ (۴) شریعت کے خلاف نہ ہو۔ یعنی ایسا لباس زیب تن نہ کیا جائے۔ جو بے پردہ ہو اور ستر کے ضروری حصوں کو بخوبی ڈھانپ نہ سکے۔ مثلاً سینہ زیادہ کھلا رکھنا۔ (گو تنگ کالر کی قمیص بھی مضر ہے مگر سینہ اتنا بھی کھلا نہ ہو کہ بے حیائی پیدا کرے) بغیر آستین کے قمیص یا فراک پہننا۔ پنڈلیوں کا برہنہ رکھنا یا بغیر برقع کے باہر نکلنا۔ سکرٹ (SKIRT) نہ صرف اسلئے ممنوع ہے کہ یہ نصاریٰ کا قومی کیریکٹر ہے بلکہ اس لئے بھی کہ یہ بے پردہ لباس ہے۔ پاجامہ زیادہ باپردہ ہے۔ کیونکہ یہ دونو ٹانگوں کو الگ الگ ڈھانپتا ہے۔ سکرٹ دونو لاتوں کو اکٹھا ڈھانپتا ہے۔ اسلئے یہ بہت بے پردہ ہے۔ خصوصاً تیز ہوا یا آندھی کے وقت اور آجکل کے سکرٹ جو گھٹنوں تک اونچے ہیں۔ یہ تو خصوصیت سے بہت بے پردہ بلکہ بے حیائی پیدا کرتے ہیں۔ مغربی عورتیں بھی محسوس کرتی ہیں۔ کہ چھوٹا سکرٹ بے پردہ ہے۔ چنانچہ وہ کرسی وغیرہ پر اگر بیٹھی ہوں تو یا تو دونو لاتوں کو اکٹھا کرلیتی ہیں یا سکرٹ کو بار بار نیچے کھینچتی رہتی ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود اس بے پردگی کے احساس کے سکرٹ کو دن بدن چھوٹا کرتی جارہی ہیں۔

۵۔ خاوند کا مذاق (۵) خاوند کے مذاق کے مطابق ہو۔ ایسا مرد تو کوئی نہ ہوگا۔ جو صاحب توفیق ہو۔ مگر بیوی کو زیب و زینت کے سامانوں سے مزین شدہ دیکھ نہ سکتا ہو۔ ہاں ایسی عورتیں ضرور ہیں جو باوجود توفیق رکھنے کے سادگی پسند کرتی ہیں۔ ایسی عورتوں کو خاوند کے مذاق کی خاطر قربانی کرکے اس کی مرضی کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور لباس بالوں وغیرہ کی وضع کے متعلق جس طرح وہ پسند کرے ان کو عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ خاوند کے تقویٰ کی حفاظت ہوتی رہے۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ ہاں اگر کوئی ایسا مرد ہو (جو کہ بہت شاذ ہونگے) کہ وہ ہر قسم کے فیشن کے سخت خلاف ہو تو اس صورت میں اہلی زندگی کو خوشگوار بنانے اور گھر کے امن کو قائم رکھنے کے لئے عورت کو ایثار سے

KHILAFAT LIBRARY

کام لیکر ایسے مطالبات بند کر دینے چاہئیں (خصوصاً اگر خاوند میں توفیق بھی کم ہو) اور خاوند کی خوشی کو اپنے نفس کی خوشی اور لذّت پر مقدّم کرنا چاہیئے ؛

۶۔ خاوند کی توفیق (۶) خاوند کی توفیق کے مطابق ہو۔ یہ سب سے اہم شرط ہے۔ ہر ایک عورت کو اپنے خاوند کی توفیق کے مطابق مطالبہ کرنا چاہیئے مثلاً کسی عورت کا خاوند دس پندرہ روپیہ ماہوار کا چپڑاسی ہو۔ اور اس کی بیوی کسی ذی ثروت بیگم کے پاؤں میں ولایتی شو دیکھ کر خاوند کو کہے کہ مجھ کو بھی ویسا ہی شو لے دو۔ تو یہ مطالبہ سخت نادانی پر مبنی ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر طبقہ کی مستورات کا لباس اور فیشن مختلف ہوگا۔ اور چاہیئے کہ ایک طبقہ کی عورت اپنے سے اعلیٰ طبقہ کی عورت کے لباس اور زینت وغیرہ کی اندھی تقلید کرنے کی کوشش نہ کرے ؛

KHILAFAT LIBRARY

۷۔ عورت کی عادات اور روحانیت پر اثر (۷) عورت کی عادات۔ اخلاق اور روحانیت پر نئے فیشن کا بُرا اثر نہ پڑے۔ مثلاً کوئی عورت اعلیٰ سے اعلیٰ لباس زیب تن کرتی ہے۔ مگر اس کے لئے یہ امر طبیعت ثانیہ بن گیا ہُوا ہے۔ اس کو اس امر کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں آج اعلیٰ لباس کی وجہ سے کل سے مختلف و ممتاز ہستی ہوں۔ اگر کبھی کسی مجبوری یا وقت کی قلّت کی وجہ سے اس کو سادگی کی حالت میں سوسائٹی میں حاضر ہونا پڑتا ہے تو وہ اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتی۔ کہ میرا لباس معمولی ہے یا بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اعلیٰ لباس پہنکر گھر کے کام کاج میں پہلے کی طرح ہی حصّہ لیتی ہے۔ اور اس کی چال اور گفتار میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور اس کو مظاہرے کا زیادہ شوق پیدا نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں وہ ہر طرح کا فیشن کر سکتی ہے ؛

لیکن اگر کسی عورت کی عادات میں نئے فیشنوں سے خراب تبدیلی رونما ہو۔ مثلاً وہ ہر وقت بناؤ سنگار میں لگی رہے۔ بغیر کنگھی پٹی کے سوسائٹی میں شامل ہونے میں شرم محسوس کرے اور اس کو مظاہرے کا زیادہ اشتیاق ہو۔ گھر کے معمولی کام کاج سے عار ہو۔ اس کی طبیعت میں تکبّر اور گھمنڈ پیدا ہو جائے۔ یا وہ اپنی غریب بہنوں سے ملنا پسند نہ کرے۔ وضو نماز۔ روزہ وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو اس صورت میں اسکے لئے فیشن اختیار کرنا مناسب نہ ہوگا ؛

مثلاً عورت کے لئے چہرے کو پوڈر لگانا جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ پنجوقت نماز کے لئے وضو کرنے سے اس کو عار نہ ہو۔ یعنی وہ یہ خیال نہ کرے کہ مُنہ دھونے سے پوڈر اُتر جائے گا۔ اسی طرح سر پر ہر قسم کے پھول مانگ نکالتے وقت بنانے جائز ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وضو میں سر کا مسح کرتے وقت پھولوں کے مُرجھا جانے کا خوف دل میں پیدا نہ ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سِلک (SILK) کا پاجامہ پہننا جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت سِلوٹ پڑنے کا خوف لاحق نہ ہو ؛

۸۔ زندگی کا مقصد (۸) زندگی کا اصل مقصد

فیشن کو قرار نہ دے۔ بلکہ اصل مقصود رضاءِ الٰہی ہو۔ اور ظاہری زیب و زینت اور حُسن وغیرہ کو محض اُس "حقیقی حُسن" کی تلاش کا ذریعہ سمجھے۔

۹۔ اندھی تقلید (۹) فیشن کی اندھی تقلید نہ کی جائے۔ مثلاً گھر میں درجنوں اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑے اور بُوٹ ہر ایک کاٹ کے موجود ہوں۔ مگر ایک دن کسی سہیلی کے جسم پر کسی نئی طرز کا فراک کا کالر دیکھ کر دل میں یہ خواہش پیدا ہو۔ کہ اس قسم کا ایک فراک میں بھی بنوالوں۔ تو یہ نہ صرف اندھی تقلید کہلائیگی بلکہ یہ کام اسراف کی ذیل میں بھی آسکتا ہے۔ لباس بنواتے وقت "حقیقی ضرورت" مقدم ہو۔ اور فیشن کو اسکے ماتحت رکھا جائے۔ مثلاً کسی بہن کے پاس جوڑے کافی نہ ہوں۔ اور ایک دو نئے سُوٹوں کی ضرورت محسوس ہو۔ تو اس صورت میں اسی کا حق ہے کہ ٹیلر کو آرڈر دینے سے قبل حسب منشاء اور لیٹسٹ (LATEST) فیشن پسند کر لے۔

عورتوں میں نقل کا مادہ مردوں کی نسبت بہت بڑھا ہُوا ہے۔ ہم مردوں کو کسی دوست کا نئی وضع کا کوٹ دیکھ کر کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ کہ اس قسم کا ایک کوٹ ہم بھی بنوالیں عموماً حقیقی ضرورت ہی مقدم رکھی جاتی ہے۔ گو ضرورت کے موقع پر فیشن کو بھی مدِّ نظر رکھ لیا جاتا ہے۔

۱۰۔ صحت (۱۰) صحت کیلئے مضر نہ ہو۔ مثلاً تنگ کالر اونچی ایڑی کا شُو (SHOE) سر کے بال کٹوانا۔ سینے کو برہنہ رکھنا۔ بازو اور رانوں کا ننگا رکھنا وغیرہ۔

۱۱۔ بے پردہ لباس (۱۱) ایسا لباس زیبِ تن نہ کیا جائے جو لباس کی حقیقی غرض کے منافی ہو۔ مثلاً بے پردہ لباس جو ستر کے ضروری مقامات کو بخوبی نہ ڈھانپے۔ بہت پتلا اور باریک کپڑا جس میں سے جسم کی رنگت تک دکھائی دے بہت باریک بادامی رنگ کی جرابیں جو لاتوں کی قدرتی رنگت کے مشابہ ہوں (یورپین عورتیں آجکل اس قسم کی جرابیں پہنتی ہیں ان کا پہننا نہ پہننا برابر ہے۔ کیونکہ لاتیں بالکل برہنہ معلوم دیتی ہیں) اتنا چُست لباس کہ جسم کا ڈھانچہ (خاکہ) بخوبی نمایاں ہو جائے۔ مثلاً بہت فِٹ فراک یا تنگ پاجامہ ایسے لباس سے بھی بے ستری پیدا ہوتی ہے کیونکہ لباس تو ایسا ڈھیلا چاہیئے جو جسم کے نشیب و فراز کو چھپالے۔ تا جسم کا خاکہ نظر نہ آئے۔ مگر چُست لباس پردہ کے لحاظ سے لباس کہلانیکا مستحق نہیں۔

چُست لباس باریک اور چُست لباس کے متعلق ایک استثناء بھی ہے۔ گھر کی چار دیواری کے اندر خاوند یا دیگر محرم رشتہ داروں کے سامنے اگر ایسا لباس کبھی کبھار زیب تن کر لیا جائے تو یا اتنا معیوب نہیں جتنا کہ ایسے لباس کا استعمال سوسائٹی میں ہے۔ عورتوں کی مجلس میں بھی بے پردہ لباس پہنکر جانا معیوب ہے۔

تنگ پاجامہ پر سلوار کی فضیلت تنگ پاجامہ کا رواج قادیان میں عام ہو رہا ہے۔ مگر میں اسکے سخت مخالف ہوں۔ گو یہ ابتدا میں کم خرچ ہے۔ اور کام کاج میں بھی جلدی میلا نہیں ہوتا۔ مگر باوجود ان خوبیوں کے میرے نزدیک سلوار اس سے بہت افضل ہے۔ سلوار نہ صرف بہت باپردہ لباس ہے بلکہ یہ لمبی دوڑ میں کم خرچ بھی ہے۔ کیونکہ گو ابتدا میں ۵ گز کپڑا ضرور خرچ ہو جاتا ہے (جو پاجامے سے دُگنا ہے) مگر یہ دیرپا بھی تو ہے ایک سلوار کی عمر کو دو پاجامے مشکل سے پہنچتے ہونگے۔ بہرحال تنگ پاجامہ خواہ کتنا بھی آرام دہ

KHILAFAT LIBRARY

اور کفایت شعاری پر مبنی ہو۔ ہم ستر کیا سکے لئے قربان کرنیکو تیار نہیں؟

۱۲۔ سادگی ہے لباس سادہ ہو۔ صاف ہو خصوصاً برقع (یا چادر یا کوٹ جو برقع کی جگہ استعمال کیا جائے) میں سادگی اور صفائی کی زیادہ ضرورت ہے۔ عورتیں برقع کو بھی پھولوں اور فیتہ وغیرہ سے آراستہ کرکے زینت بنالیتی ہیں۔ حالانکہ یہ

برقع میں اصلاح ہے تو زینت کو چھپانے کیلئے بنایا گیا تھا۔ برقع کی بجائے جو کوٹ کا استعمال آجکل ہو رہا ہے۔ اس میں بھی ضروری شرط یہ ہے کہ کوٹ ڈھیلا سا ہو چست اوورکوٹ کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کپڑا سادہ اور مضبوط ہو۔ سر پر جو رومال ہو وہ باریک سیاہ وائل کا ہو۔ اور ایسی طرز پر ٹوپی سے ٹانکا جائے۔ کہ ناک کے اوپر رومال نہ گرے تا راستہ دیکھنے اور سانس لینے میں دقت نہ ہو۔ زیادہ شوخ رنگوں کا استعمال نہ کیا جائے۔

سفید رنگ کے فوائد ہے سفید رنگ کئی لحاظ سے اچھا ہے۔ اول سادگی۔ دوئم میل کو جلد بتا دیتا ہے۔ سوئم طبی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ سفید رنگ کے ملبوس پر بیماری کے جراثیم ٹھیر نہیں سکتے۔

KHILAFAT LIBRARY

۱۳۔ معلمہ وغیرہ کو احتیاط ہے (۱۳) سکول کی معلمہ یا دیگر ایسی مستورات جن کا بلاواسطہ یا بالواسطہ چھوٹی بچیوں اور ناکتخدا لڑکیوں پر اثر ہو۔ اور انکی تربیت انکے سپرد ہو۔ اگر لباس وغیرہ کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیں تو شاید اس کا گہرا اثر قوم پر پڑے اور لڑکیاں قبل از وقت فیشن کی دلدادہ ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔

۱۴۔ اہم شرط خلیفہ کی آواز پر لبیک ہے (۱۴) ان سب شرائط میں سے سب سے اہم اور سب سے مقدم شرط یہ ہے کہ سلسلہ کی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے۔ عند الضرورت فوراً انتہائی سادہ زندگی اختیار کرنے کیلئے مستورات تیار ہوں۔ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنیں۔ ہر طرح کی زینت استعمال کریں۔ مگر خلیفہ وقت کی طرف سے جب ایسی تحریک ہو۔ کہ سب کچھ سلسلہ کیلئے دیکر معمولی کپڑا پہنو اور معمولی کھانا کھاؤ تو اسوقت ہر ایک بہن تمام زیب زینت کے سامانوں کو قربان کر دینے پر کمر بستہ ہو جائے اور دل میں کسی قسم کی تنگی اور قبض محسوس نہ کرے۔

۱۵۔ طبعی فرائض کو مقدم کرنا ہے عورت اپنا مقدم اور اولین فرض نوع انسانی کی تکثیر اور انکی تعلیم و تربیت سمجھے۔ مردانہ مشاغل میں بطور پیشہ حصہ نہ لے۔ متاہل زندگی کو مجرد زندگی پر ترجیح دے۔ بطور ورزش کے وہ ہر قسم کی کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے۔ مثلاً ٹینس فٹ بال سواری۔ تلوار۔ بندوق کا استعمال۔ تیرنا وغیرہ۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ باپردہ جگہ اس کا انتظام ہو سکے۔ اور صرف عورتوں سے ملکر کھیلے۔

۱۶۔ عورت کے ضروری کام ہے (۱) عورت کا پیشہ بالعموم تربیت اولاد اور انتظام خانہ داری ہوگا۔ ہاں بطور استثناء کے دو پیشے عورت اختیار کر سکتی ہے۔ معلمہ اور ڈاکٹری یا نرس مگر اس میں بھی شرط یہ ہے کہ وہ خاوند کے عقد میں ہو اور ان پیشوں کو اپنے طبعی فرائض (حمل رضاعت وغیرہ) میں حارج نہ ہونے دے۔ اعلیٰ تعلیم مثلاً بی۔ اے۔ ایم۔ اے وغیرہ کیلئے بانجھ عورتیں زیادہ موزون ہونگی (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مضمون "عورت کا مقام انسانی سوسائٹی میں" مصباح نمبر ۱ و ۲ جلد ۴)

دُعا۔ اللہ تعالیٰ ہماری بہنوں کے ذہنی اور علمی ارتقاء کو جاری رکھے۔ اور انکو زمانہ کے مطابق مگر شریعت کی حدود کے اندر تمدن اختیار کرتے ہوئے اپنے اصلی مقصد (تبلیغ) کو پورا کرنیکی توفیق دے تا دنیا دیکھ لے کہ "حقیقی حسن" کے متلاشی "ظاہری حسن" میں بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ والسلام (بہنوں کا خاکسار محمد شاہنواز)

متفرقات

KHILAFAT LIBRARY

جلسہ مستورات انجمن احمدیہ محبوب نگر

۲۸ نومبر ۱۹۳۰ء بعد مغرب مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے میجک لینٹرن کے ذریعے تمدّنی حالات بلاد یورپ و امریکہ دکھائے۔ اور ہم سب کو نہایت محظوظ فرمایا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہم بے دست و پا مستورات کو آپ کی تقریر بذریعہ میجک لینٹرن سننے کا موقعہ ملا یہاں لجنہ اماء اللہ اب تک قائم نہ تھی۔ حضرت مولانا نیرؔ صاحب نے اسی موقعہ پر لجنہ بھی قائم کر کے ہم کو تبلیغی کاموں میں حصّہ لینے کے لئے توجّہ دلائی۔ اس لجنہ کے پریزیڈنٹ محترمہ ہاجرہ بی صاحبہ محل مولوی میر اسحاق علی صاحب امیر جماعت مقرر ہوئیں۔ اور معتمدی کے لئے خاکسارہ کا انتخاب کیا گیا۔ میں تمام بزرگانِ دین اور جماعت کی بہنوں سے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونو کو بہترین خدمتِ دین کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ آمین

خاکسارہ زاہدہ بانو بیگم اہلیہ مولوی محمد عبدالرحیم صاحب احمدی صیغہ دار جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ محبوب نگر

وفات

میری ہمشیرہ رسول بی بی صاحبہ ۲۰ ر نومبر کو اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن میری ہمشیرہ صاحبہ نہایت نیک سیرت تھیں۔ ۱۸ دن کا بچہ یادگار چھوڑا۔ دُعاءِ مغفرت کی جائے ✦

مقبول بی بی (بشفاخانہ حکیم قطب الدین صاحب) قادیان

اعانت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بھائی

عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے ہاں پہلا فرزند اور میری آپا جان اہلیہ ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب کے ہاں دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نیز آپا جان کی لڑکی عزیزہ امینہ خانم سلمہا جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے نے ناظرہ قرآن شریف ختم کر لیا ہے۔ لہٰذا اس خوشی کے موقع پر خاکسارہ اپنے پیارے مصباح کو سات روپے آٹھ آنے ارسال کرتی ہے کہ بعض نادار و غیر مستطیع بہنوں کے نام ایک ایک سال کے لئے مصباح جاری کر دیا جائے۔ مصباحی بہنیں دُعا فرمائیں کہ مولا کریم ہر دو مولودوں کو نیک، دیندار، صالح اور خادم اسلام و احمدیت بنائے۔ اور صاحب اقبال اور لمبی عمر بخشے آمین ثم آمین ✦

خاکسارہ امۃ المہدی بنت شیخ عبداللہ صاحب مرحوم سیالکوٹی

—— (۲) ——

مبلغ پانچ روپے منجانب اہلیہ صاحبہ منشی محمد خاں صاحب احمدی لکھنؤ اس غرض سے ارسال خدمت ہیں تاکہ دو غریب احمدی بہنوں کے لئے ایک ایک سال کے لئے اخبار مصباح جاری فرمائیں۔ اِن کے لئے درخواست دُعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کی مشکلات سے نجات بخشے۔ اور دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرمائے ✦

احمد خاں لکھنؤ

—— (۳) ——

میں نہایت مسرّت کے ساتھ اطلاع دیتی ہوں کہ میری پیاری آپا جان (کنیز فاطمہ بیگم صاحبہ) کا رخصتانہ ۲۹ ر نومبر کو کیا گیا۔ ان کی خوشی میں میں کسی نادار بہن کے نام چھ ماہ کے لئے مصباح جاری کرا رہی ہوں۔

نیز میں مصباحی بہنوں کی خدمت میں التماس کرتی ہوں کہ ان کے لئے دُعا فرمائیں۔ مولا کریم اس کام کو بابرکت کرے آمین ثم آمین

حمیدہ بانو احمدی بنت ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب احمدی افریقہ ممباسہ

حال وارد قادیان دارالامان

انعام

مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۳۰ء کو یہاں بچوں کی نمائش ہوئی جس میں میرے بچے سعید احمد کو جسکی عمر اسوقت ۲ سال کی ہے۔ سیکنڈ انعام ایک نقرئی کپ کی صورت میں ملا۔ چونکہ بچہ کی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ اور یہ انعام قوم کے لئے فخر ہے۔ اسلئے میں بہنوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ میرے لڑکے کی عمر درازی اور تندرستی کیلئے دُعا کریں تاکہ بڑا ہو کر خادم دین ہو۔ والسلام

آمنہ بیگم اہلیہ شیخ حمید احمد از برما

درخواست دُعا

میری چھوٹی بہن عزیزہ سکینہ بیگم کو تین مہینے سے بخار آتا ہے اور جوڑوں میں درد بھی ہوتا ہے عزیزہ کی صحت کیلئے دردِ دل سے دُعا کریں۔

خاکسارہ عاجزہ صغریٰ بیگم بنت بابو محمد شفیع صاحب اورسیر بنگلہ مرڑھ ضلع شیخوپورہ

جلسہ گاہ کے متعلق اصلاحی باتیں

محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ نے ایک نہایت ضروری مضمون کئی ماہ گذرے برائے اشاعت بھیجا جس کیلئے گنجائش نہیں نکل سکی۔ نیز اس میں جس تجویز پر بہت زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بجائے کسیر اور پرالی کے بیٹھنے کے لئے بنچ مہیا کئے جائیں اسکے کئی فوائد محترمہ موصوفہ نے رقم فرمائے ہیں اور موجودہ طریق نشست میں کئی ایک نقص بتائے ہیں خصوصاً یہ کہ بوجہ بے ترتیبی اور اکٹھے بیٹھنے کے اُٹھکر باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا۔ نیز بچوں کے پاخانہ پیشاب سے بہت تکلیف ہوتی ہے جو بعض اوقات اسی پرالی میں ملجاتا ہے میرے خیال میں یہ نقص ادنیٰ توجہ سے دُور ہو سکتا ہے۔ بنچوں کے بنوانیکا نہ تو وقت ہے نہ اتنا روپیہ ہے اور نیز بیٹھنے کی مشق بھی نہیں۔ دوسری بات محترمہ مضمون نگار نے یہ لکھی ہے کہ مفصل ہدایات لکھکر دروازے پر آویزاں کیجائیں اور ہر روز جلسہ شروع سے پہلے سُنادی جائیں۔ تیسری بات یہ لکھی ہے کہ جلسہ گاہ کے تین چار دروازے ہونے چاہئیں تاکہ جلسہ برخاست ہونے کے وقت نکلنے میں آسانی ہو۔

اپنے جلسۂ سالانہ کو بارونق بناؤ

بہنوں کی توجہ کیلئے

جس طرح کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی جس طرح انسان بغیر روشنی۔ غذا اور ہوا کے زندہ نہیں رہ سکتا اور جس طرح اصول صحت پر چلے بغیر انسان تندرست نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح اس کی روح کے لئے بھی غذائے روحانی کی ضرورت لازمی و لابدی ہے اس کی زندگی کا قیام بھی غذا کا محتاج ہے۔

غذائے روحانی جو خواہ درس و تدریس کے ذریعہ حاصل ہو یا وعظ و لیکچر کے۔ بہرحال اس کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر روح کا نشوونما پالینا بالکل غیر یقینی ہے۔ اور جس طرح انسان ایک لمبے عرصہ تک کھانا چھوڑ دے تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ یقین جانیئے۔ اسی طرح غذائے رُوحانی ایک عرصہ طویل تک نہ ملنے سے رُوح بھی بتدریج مُردوں میں سے ہو جاتی ہے۔

اسلام نے اپنے ابتداء سے اسی روحانی زندگی کی حفاظت کیلئے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ اور اس کو پاکر فائدہ اُٹھانیوالے اپنی روح کو کامیاب اور زندہ جاوید کر گئے۔

KHILAFAT LIBRARY

جنہوں نے اس موقع سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ وہ ہلاکت کے گڑھے میں گِر کر ہمیشہ کے لئے اس زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے پس بہنوں سے میری استدعا ہے کہ جس طرح آپ اپنی جسمانی

زندگی کے قیام کے لئے اس کی غذا کا اہتمام کرتی ہیں اور بیشمار کاموں کو چھوڑ کر پہلے غذائے جسمانی کا دھندا کرتی ہیں۔ اسی طرح اے محترم خواتین! اپنی غذائے روحانی کی بھی فکر کریں اور پورے انصرام سے اسے حاصل کرنیکی کوشش کریں تا آپ کی روح کمی خوراک سے کمزور و ناتواں نہ رہ جائے اور اس کی زندگی سے خدانخواستہ ہاتھ اُٹھانے نہ پڑیں۔

میں آپ کو آپ کے اس فرض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمدردانہ مشورہ دیتی ہوں کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ پوری توجہ سے ہر ایک تقریر اور لیکچر کو سُنیں۔ اور کسی لیکچر کو ناتمام چھوڑ کر چلے آنا پسند نہ کریں۔ نہ ہی دوسری باتوں میں تقریروں کا وقت ہاتھ سے کھوئیں۔

ہمارا یہ روحانی اجتماع، یہ روحانی دعوت، اور یہ روحانی دسترخوان سال میں ایک مرتبہ ترتیب دیا جاتا ہے۔ پس مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

جو خوش نصیب اس میں باریابی پائیں مناسب ہے کہ وہ اس زرّیں موقعہ سے کما حقہٗ مستفید ہونیکی کوشش کریں نہ صرف خوب سیر ہوں بلکہ سال بھر کے طویل عرصہ کیلئے کچھ ذخیرے کے حصول کی بھی کوشش کریں جو اتنے لمبے عرصہ میں انکے کام آئے۔ اللہ تعالیٰ آپکو ارض حرم میں حاضری کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

امۃ الحفیظ شمیم

ولادت باسعادت

خدا تعالیٰ نے نسیم کیمبل پور (عزیزہ صفیہ سلطانہ اہلیہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لفٹنٹ) کو جو عزیزان شبلی و حفیظ کی خالہ ہیں شب درمیان ۲۶ و ۲۷ نومبر ہیں بجرات فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عمر دراز دیندار۔ اقبال مند کرے۔

(مکمل)

مرحومہ اہلیہ شاکر صاحب

خاکسار کی بچی اہلیہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر مدیر معاون اخبار الفضل قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء کو بوقت ۹ بجے دن کے موضع متے کے متصل رعیہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئی۔ جہاں میں بسلسلہ ملازمت ہسپتال رعیہ مقیم تھا مرحومہ میری پلوٹھی بیٹی تھی۔ جو قبلہ بزرگوارم حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ کی دعاؤں اور خاص دعاؤں کے نتیجہ میں تھی۔ مرحومہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح اول رحمۃ اللہ علیہ نے امۃ اللہ رکھا تھا۔ مگر محترمہ مریم بنت جناب ڈاکٹر صاحب ممدوحہ اور حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جو اسوقت حالت طفلی میں تھیں اُن کے نام پر مرحومہ کا نام بجائے امۃ اللہ کے مریم مشہور ہو گیا۔

۱۹۱۴ء میں خاکسار بسلسلہ ملازمت نوشہرہ چھاؤنی چلا گیا جہاں مرحومہ نے اپنی زندگی کا کثیر حصہ گزارا۔

سات آٹھ سال کی عمر میں مرحومہ نے قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیا تھا۔ اور بقیہ دین کی کتابیں اور دیگر کتب اس نے عربی الفاظ کی مدد سے خود بخود پڑھیں۔ ہم نے اسے سوائے قرآن کریم کے کوئی باقاعدہ تعلیم نہیں دلائی۔ ضرورت کے مطابق مرحومہ نے حساب بھی خود بخود سیکھا

چونکہ خاکسار انجمن احمدیہ چھاؤنی نوشہرہ کا سکرٹری تھا اور موجودہ نظام سے قبل سکرٹری ہی ہر صیغہ کا انچارج ہوتا تھا۔ اسلئے باہر سے آنیوالے مہمان دوستان۔ پشاور۔ مالاکنڈ۔ پنجاب وغیرہ) خاکسار کے پاس ہی اکثر اوقات ٹھیرا کرتے تھے۔ مرحومہ کو مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ اکثر جب میں شام کو گھر آتا۔ تو دریافت کیا کرتی۔ کیا آج کوئی مہمان نہیں آیا؟ جب مہمان آتے تو ان کی خاطر مدارات اور مہمان نوازی کو باعث فخر سمجھتی۔

مرحومہ نے جب ہوش سنبھالا تو سلسلہ کی خدمت کو اپنا فرض قرار دے لیا۔ نوشہرہ چھاؤنی کی احمدیہ مستورات کی تنظیم۔ مستورات سے چندوں کی وصولی۔ مستورات کا تبلیغی وفد۔ ہر جمعہ کے روز مستورات سلسلہ کا اجتماع وغیرہ وغیرہ مرحومہ کی یادگار ہیں۔ جو اب تک نوشہرہ چھاؤنی کی جماعت میں قائم ہیں۔ مرحومہ کو سلسلہ سے بڑا اُنس تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے برخلاف ایک لفظ بھی سُننے کی روادار نہیں تھی۔ حضرت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بڑی عقیدت تھی۔

KHILAFAT LIBRARY

مرحومہ کا نکاح دسمبر ۱۹۲۵ء کے سالانہ جلسہ پر جناب شاکر صاحب سے حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے مسجد مبارک میں بعد نماز فجر پڑھا۔ اور رخصتانہ جنوری ۱۹۲۶ء کو عمل میں آیا۔

مرحومہ نہایت ہر دلعزیز تھی جس سے ایک دفعہ اسکی ملاقات ہوئی پھر دوبارہ ملاقات کا اُسے شوق ہی رہا:۔

۱۹۲۸ء کے سالانہ جلسہ پر مرحومہ نے اپنے چھوٹے سے مکان واقعہ محلہ دارالفضل میں اسقدر مہمان مستورات کو داخل کر لیا۔ کہ اسکے اپنے سونے کیلئے گنجائش نہ رہی۔ اور ساری رات باورچیخانہ میں گذاری جسکی وجہ سے اُسے ڈبل نمونیہ ہو گیا۔ اور ساتھ ہی انفلوئنزا کا بھی اٹیک تھا۔ اس مرض سے اللہ تعالیٰ نے نجات بخشی۔ نومبر ۱۹۲۹ء میں سیرت نبوی کے جلسوں کے موقعہ پر اُسپر بخار محرقہ کا زبردست حملہ ہوا۔ جس سے سخت کمزور ہو گئی بالآخر اعصابی امراض میں مبتلا ہو گئی۔ اوائل اکتوبر ۱۹۳۰ء میں پھر ملیریا کا خطرناک حملہ ہوا۔ بخار اتر جانے کے بعد آشوب چشم میں مبتلا ہو گئی اور ۱۶ تاریخ اکتوبر کو جب بچہ پیدا ہوا تو اس سے دو یوم قبل اسہال شروع ہو گئے۔ جس سے آخر جانبر نہ ہو سکی۔ آخر ۲۸ر اکتوبر ۱۹۳۰ء بروز منگل صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے قبل اپنے مولا حقیقی سے جا ملی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نیک دیندار سلسلہ کی خادم اور سلسلہ سے سچی عقیدت رکھنے والی اور دنیاوی جاہ و جلال سے متنفر۔ ماں باپ کی فرمانبردار عبادت گذار تھی۔ چھوٹی سی عمر میں اُسکا دینداری کا شوق انتہاء کو پہنچا ہوا تھا۔ ۱۹ سال کی عمر بچپن کی عمر ہوتی ہے۔ مگر مرحومہ باوجود اتنی قلیل عمر پانے کے نہایت دانا منکسر المزاج اور قناعت سے زندگی بسر کرنے والی تھی مرحومہ کے اوصاف حمیدہ مجھے رہ رہ کے یاد آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کی اُسپر بارشیں کرے۔ اور اپنے قرب میں اُس کو جگہ دے:۔

مرحومہ نے ایک لڑکی پانچ سال کی۔ ایک ڈھائی سال کا بچہ اور ایک سات یوم کا بچہ اپنی نشانی چھوڑے ہیں۔ جن میں سے چھوٹا لڑکا بھی ۲۰ر نومبر ۱۹۳۰ء کو فوت ہو گیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ باقی دو بچوں کو نیک خادم دین اور اپنی ماں کا نشان قائم رکھنے والے بنائے۔ احباب مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کریں۔ اور پسماندگان کے صبر اور استقلال کے لئے دعا مانگیں:۔ خاکسار محمد عبد اللہ پسر و برادر اسٹاف اسلامیہ میڈیکل ہال سرگودھا

اشتہار

ضرورتمند احباب توجہ فرمائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں عرصہ دس سال سے قادیان دارالامان میں ہجرت کر کے آیا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے یہاں ایک مکان بھی چار پانچ ہزار کا بنوایا ہوا ہے۔ کام زرگری کا کرتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے اپنے کام کا پورا پورا ماہر ہوں۔ پنجابی زیور زمینداروں کے مثلاً پھول۔ چوک۔ اتام۔ ٹکہ۔ نتھ۔ لونگ۔ بندے۔ چونکلی۔ ڈنڈیاں۔ ہر قسم کی چوڑیاں۔ بند۔ پری بند۔ کڑے۔ گوکھرو۔ وغیرہ۔ انگریزی زیور۔ ہار۔ گلوبند۔ نکلس۔ بٹن۔ کلپ۔ گچھے۔ چوڑیاں۔ انگوٹھیاں۔ ہر قسم کے فینسی کانٹے و بندے انگریزی و دیسی نئے نئے نمونہ کے بنا سکتا ہوں۔ مگر بوجہ قادیان میں اکثر طبقہ غرباء کے کام کچھ کم ملتا ہے۔ اسلئے بعض دوستوں کے مشورہ سے کہ تم اپنے کام کے متعلق باہر کی جماعتوں میں اعلان کرو تاکہ تمہارا کام چل پڑے۔ سو میں اس اعلان کے ذریعے سے اُمید کرتا ہوں۔ کہ ضرورتمند احباب توجہ فرمائینگے کام خدا کے فضل سے خالص عمدہ مضبوط۔ خوبصورت اور انشاء اللہ وعدہ پر تیار کر کے دیا جائیگا۔ مزدوری بھی واجبی لیجاویگی آزمائش شرط ہے۔ چونکہ عام زرگروں کا اعتبار اُٹھ گیا ہوا ہے اسلئے آپ اپنے اعتبار کی خاطر جو بھی کوئی معتبر ذرائع اختیار کر سکتے ہیں کر لیں نمونہ کیطور پر کچھ چھوٹے چھوٹے کانٹے و انگوٹھیاں تیار ہیں

نوٹ:۔ ہر آرڈر کے ہمراہ زیور کا نقشہ یا اسکی وضع قطع تحریر کی جائے اور رقم از کم چوتھائی قیمت پیشگی ارسال کی ...[illegible] بغیر کسی نقصان کے واپس ...[illegible]

لعل دین احمدی زرگر قادیان۔ ضلع گورداسپور پنجاب

KHILAFAT LIBRARY

طاقت کی بے نظیر دوا

کنارسی رونس

کنارسی رونس نہایت بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ کو نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ عورتوں کے جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل کا نہ ٹھیرنا۔ یا اسقاط ہو جانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا سب امراض کیلئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے تھکان کو دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے دو روپے (عہ) فی شیشی علاوہ محصول ڈاک۔ تین شیشی ۵ صہ۔ چھ شیشی ۱۰ عنہ ؎

دلکشا ہیر آئل

بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کیلئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کیلئے بھی دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی عہ اور تین شیشی سات روپے۔ علاوہ محصول ڈاک ؎

دلکشا عطر

ہمارے کارخانے میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھول سے مشابہ ہے۔ ڈیڑھ روپیہ سے لیکر آٹھ روپیہ تک ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں ؎

سُرمہ نورانی

آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ گُگرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا۔ سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت دو روپے فی تولہ۔

دلکشا سنون

دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی۔ خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو اور دانتوں کے ہلنے۔ اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے۔ اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

KHILAFAT LIBRARY

ملنے کا پتہ

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ٢٦٠٢

اخبار مصباح ۔ قادیان دارالامان ۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ

بابت سنہ ١٩٣٠ء

٢٦ ۔ دسمبر سنہ ١٩٣٠ء بروز جمعہ

١٠ بجے سے ½١٠ بجے تک ۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½١٠ بجے سے ١١ بجے تک ۔ احمدیت کی ترقی کا راز

زبیدہ خاتون صاحبہ آف پشاور

١١ بجے سے ١٢ بجے تک ۔ سیرۃ نبی کریمؐ قرآن کی عملی تصویر ہے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی ۔ اے

١٢ بجے سے ایک بجے تک ۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

از روئے قرآن کریم و احادیث

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

٢٧ ۔ دسمبر سنہ ١٩٣٠ء بروز ہفتہ

١٠ بجے سے ½١٠ بجے تک ۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½١٠ بجے سے ١١ بجے تک ۔ عورتوں کی اصلاح خود ان کے ہاتھ میں ہے

محترمہ اُمّ طاہر صاحبہ

١١ بجے سے ایک بجے تک ۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ایک بجے سے ½١ بجے تک ۔ دُنیا میں امن قائم رکھنے کا واحد

ذریعہ صرف احمدیت ہی ہے

افتخار اختر صاحبہ ایف ۔ اے آف لاہور

½١ بجے سے ٢ بجے تک ۔ نماز کی فلاسفی اور اس کے فوائد

محمودہ خاتون صاحبہ آف منٹگمری

٢٨ ۔ دسمبر سنہ ١٩٣٠ء بروز اتوار

١٠ بجے سے ½١٠ بجے تک ۔ تلاوت قرآن کریم و نظم

½١٠ بجے سے ½١١ بجے تک ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

½١١ بجے سے ١٢ بجے تک ۔ عورتوں میں تعلیم مذہبی کی ضرورت

جناب سیّدہ سارہ بیگم صاحبہ

١٢ بجے سے ½١٢ بجے تک ۔ وفات مسیح ناصری علیہ السلام

معصومہ رشیدہ صاحبہ آف امرتسر

½١٢ بجے سے ایک بجے تک ۔ صداقت مسیح موعود علیہ السلام

امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت شیخ
عبدالرحمٰن صاحب مصری

ایک بجے سے ½١ بجے تک ۔ تعلیم نسواں

اُستانی مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت
حافظ روشن علی صاحب مرحوم

½١ سے ٢ بجے تک ۔ متفرقات و دعا

ناظر دعوۃ و تبلیغ ۔ قادیان

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

KHILAFAT LIBRARY